جناب شریف فاروقی

ایم ایم اے اور جمعیت علماء اسلام (س) کا کردار

ملک کے بزرگ ترین نامور صحافی جناب شریف فاروق ایڈیٹر روزنامہ ''جہاد'' سابق ایڈیٹر روزنامہ ''شہباز'' وغیرہ کا اس اہم موضوع پر حقائق پر مبنی اداریہ۔ نذرِ قارئین ہے بشکریہ روزنامہ ''جہاد'' مورخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۵ء

متحدہ مجلس عمل کا قیام ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کا نتیجہ تھا لیکن آج اس اتحاد میں رخنے پڑ گئے ہیں اور خصوصاً جمعیت العلمائے اسلام (س) نے ابتدائی چند مہینوں میں ہی اصولی اختلافات کی بناء پر اس اتحاد سے عملاً کنارہ کشی اختیار کر لی ہے اگر کوئی ہزار اختلاف کرے لیکن جمعیت علمائے اسلام (س) کے معتدل مزاج، محبّ وطن اور سیاسی سوجھ بوجھ کے حامل سربراہ مولانا سمیع الحق جنہیں اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی تربیت اور دعاؤں کے طفیل آج جو مقام ملا ہے پاکستان میں اور خصوصاً علماء کرام میں ان کے پایہ کا دینی رہنما بمشکل موجود ہے۔ مولانا سمیع الحق اگر ایک طرف دینی وسیاسی رہنما کے طور پر اپنا ثانی نہیں رکھتے تو دوسری طرف وہ ایک بے باک نڈر اور شستہ تحریر کے حوالہ سے ایک عظیم صحافی بھی ہیں موصوف گزشتہ کئی عشروں سے دارالعلوم حقانیہ کے ماہنامہ رسالہ ''الحق'' کی ادارت کے فرائض جس احسن طریقے سے ادا کر رہے ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بعض دوسرے دینی مدارس کے ماہناموں کی طرح ادھر ادھر سے مضامین کی بھرمار نہیں ہوتی بلکہ اس میں ہر مہینے نہایت پرمغز مقالے، سیاسی تبصرے اور دینی مسائل ومضامین موجود ہوتے ہیں جو وقت کے دھارے کے ساتھ قارئین کے دلوں کو گرماتے ہیں اور ان کی دینی، ذہنی وسیاسی معاملات کے بارے میں صحیح رہنمائی کرتے ہوئے انہیں حالات حاضرہ سے بھی باخبر رکھتے ہیں ان کے ادبی ذوق کو جلا بخشتے ہیں تاریخ، تہذیب وتمدن اور دیگر مروجہ علوم و فنون کے بارے میں ان کی تشنگی بجھاتے ہیں۔

الغرض مولانا سمیع الحق کی سیاست حقیقی معنوں میں عوامی سیاست ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے جواں سال صاحبزادے مولانا حامد الحق نے ضلع نوشہرہ سے قومی اسمبلی کی نشست پر بڑے بڑے گھاگ سیاستدانوں کو شکست دی اور آج وہ ضلع نوشہرہ کے عوام کی آواز بن گئے ہیں۔ انہوں نے ہر معاملے پر عوام کے مسائل ومشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ حکام سے ملاقاتوں کے ذریعے انہیں حل کرنے کی کوششیں کیں ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ عوام سے رابطہ رکھا ہوا ہے اور وقتاً فوقتاً اپنے حلقہ نیابت کے دورے کررہے ہیں۔ خود مولانا سمیع الحق بھی گزشتہ 30 سالوں سے بطور سینیٹر و دینی رہنما اور معلم ومدرس عوام وخواص کی بے لوث خدمت کررہے ہیں۔ ان کی شخصیت پر نہ صرف خٹک نامہ اور صوبہ

سرحد بلکہ پورے پاکستان اور افغانستان کے غیور و جسور عوام فخر کرتے ہیں اس قدر لمبی تمہید باندھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ گزشتہ دنوں متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل کے اجلاس کے بعد جمعیت العلماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان جو خود دارالعلوم حقانیہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق کے شاگرد رہ چکے ہیں' نے پریس کانفرنس کے دوران ایک عجیب اعلان کیا انہوں نے بتایا کہ جمعیت العلمائے اسلام (س) کے سربراہ کو جے یو آئی (س) کی صدارت سے برطرف کر دیا گیا ہے اور اب ان کی جگہ عبدالرحیم نقشبندی نئے صدر جبکہ قاری گل رحمان جمعیت العلمائے اسلام (س) کے جنرل سیکرٹری ہوں گے اگرچہ اس بیان کے بارے میں ایک عام آدمی بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ کیا فضل الرحمان قائد حزب اختلاف یا جے یو آئی (ف) کا سربراہ بن کر واقعی اتنے اہم فیصلے کرنے کے مجاز ہیں اور ان کی جگہ کسی اور شخص یا اسی جماعت کے کسی دوسرے رکن کو سربراہ بنائیں تاہم خود مولانا سمیع الحق نے جس انداز میں اس کا جواب دیا ہے وہ درحقیقت ایک منہ توڑ جواب کہلانے کا مستحق ہے' مولانا سمیع الحق نے اپنے ایک بیان میں بتایا کہ وہ اب بھی جے یو آئی (س) کے مرکزی امیر ہیں اور ان کے خلاف مولانا فضل الرحمان کا بیان مضحکہ خیز ہے۔ انہوں نے اصل صورتحال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اصولی طور پر ان کے ایم ایم اے سے کچھ اختلافات ہیں جن کے بارے میں وہ وقتاً فوقتاً ایم ایم اے کے اجلاسوں اور عام جلسوں و دیگر فورم پر اظہار خیال بھی کر چکے ہیں مولانا سمیع الحق کے مطابق انہوں نے کئی مرتبہ مولانا فضل الرحمان سے کہا ہے کہ وہ آئیں اور ایم ایم اے کو اپنے اصل اہداف یعنی اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے حقیقی معنوں میں کوششیں کرنے کیلئے وقف کر دیں لیکن انہوں نے حکومت سے سمجھوتہ کر کے اسلام کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اور ذاتی مقاصد کے حصول میں لگے ہوئے ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے اپنی جماعت کی سربراہی سے سبکدوشی کے بارے میں بتایا کہ مولانا فضل الرحمان اور قاضی حسین احمد کو اس قسم کی باتیں زیب نہیں دیتیں کہ وہ ٹی وی پر آ کر اس قسم کے اعلانات کریں کیونکہ اس طرح تو وہ بھی یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے مولانا فضل الرحمان یا قاضی حسین وغیرہ کو اپنی اپنی جماعتوں کی صدارت سے ہٹا دیا ہے اور ان کی جگہ فلاں فلاں اشخاص اب جے یو آئی (ف) اور جماعت اسلامی کے سربراہ ہوں گے' مولانا سمیع الحق نے بتایا کہ دراصل ایم ایم اے کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ اب قائدین صرف اخباری بیانات کے ذریعے عوام کو دھوکہ دینے کی کوششیں کر رہے ہیں کہ وہ متحد ہیں مولانا سمیع الحق اور مولانا فضل الرحمان کے درمیان اس رسہ کشی کا فائدہ کس کو پہنچے گا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس کا براہ راست فائدہ قوم پرست تنظیموں کو ملے گا۔ جن میں بعض وطن عزیز کو مستحکم و متحد تک دیکھنا نہیں چاہتی اس کے علاوہ ہماری سرحدوں پر نہ صرف بھارتی افواج تیار کھڑی ہیں بلکہ اب تو افغانستان کے ساتھ ملی ہوئی ہزاروں کلومیٹر طویل سرحد بھی امریکی اور اتحادی افواج کی زد میں ہے اس تناظر میں صوبہ سرحد اور ملک بھر میں دینی جماعتوں کے کردار کا براہ راست اثر قومی یکجہتی پر پڑ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مولانا فضل الرحمان اور ایم ایم اے کے دوسرے سیاسی قائدین ٹھنڈے دل سے آپس کے اختلافات بھلا کر عوام کے اعتماد پر پورا اترنے کی کوششیں

کریں اور اس سلسلے میں مولانا سمیع الحق کے سیاسی تدبر، تجربے اور اصولی سیاست سے فائدہ اٹھا کر انہیں ایم ایم اے میں مکمل اور بھر پور کردار ادا کرنے کا موقع دیں ان کے خیالات اور موقف کو غور سے سنیں ان کی باتیں پتھر کی لکیر ہیں اور آج پورے ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد میں ایم ایم اے حکومت کے بارے میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہے کہ اس نے اپنے منشور پر عمل درآمد کرنے کی بجائے روایتی طور پر دیگر لادینی اور عام سیاسی جماعتوں کی طرز پر حکومت چلانے کا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ میرٹ نام کی کوئی چیز نہیں اسلامی نظام تو درکنار یہ ایک فلاحی نظام کے قیام میں بھی قطعی طور پر ناکام ہوئی ہے شروع شروع میں نظام صلوۃ کے قیام اور خواتین و دیگر تصاویر پر مبنی متنازعہ مہم چلانے کے بعد سے نام نہاد حسبہ بل تک اس حکومت کا کوئی ایسا کارنامہ منظر عام پر نہیں آیا ہے جو اس کے منشور سے مطابقت رکھتا ہو یا ملک وقوم اور دین اسلام سے وابستگی اور لگاؤ کا مظہر ہو بلکہ اس کے برعکس ایم ایم اے جیسی خالص دینی جماعتوں پر مشتمل دینی اتحاد نے بھی عام سیاسی چال چلا کر فارورڈ بلاک سے تعلق رکھنے والوں کو'' کچھ لو اور کچھ دو'' کے مصداق مک مکا کر دیا نیز اس حکومت کے دوران نہ تو فحاشی و عریانی کے کام بند ہوئے اور نہ گاڑیوں میں فحش گانے سماعت کے لئے تباہ کن پریشر ہارن' سرعام جوا بازی' منشیات کی سمگلنگ اور استعمال' آئے روز قتل اور ڈکیتیاں' چوری کی وارداتیں' اغوا برائے تاوان کے واقعات اور تھانوں میں مبینہ طور پر کئے جانے والے تشدد سمیت دیگر درجنوں برائیاں ختم ہوئیں۔ اور نہ ہی سڑکوں' پلوں اور گلی کوچوں کی مرمت پر توجہ دی گئی الغرض چند زبانی اعلانات کے سوا عملی طور پر ایسا کوئی کام نہیں ہوا ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ دینی جماعتوں پر مشتمل ایک ایسی اتحادی حکومت کا کارنامہ ہے جس نے شریعت کے نفاذ اور ''کتاب'' کے انتخابی نشان جسے عام طور پر ''قرآن پاک'' قرار دیا جاتا ہے' کے نام پر ووٹ لئے اور آج اس کی حالت یہ ہے کہ مختلف وزراء اپنے من پسند افراد کے کام کر رہے ہیں۔ سائیکل نہ رکھنے والے اور ڈاٹسن اور سوزوکی کے پائیدان پر کھڑے ہو کر کام وغیرہ پر جانے والے ارکان اسمبلی بھی آج غیر ملکی کاروں میں کروفر سے گھومتے نظر آتے ہیں جبکہ عوام الناس پینے کے صاف پانی کو ترس رہے ہیں سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے حتیٰ کہ ان کے اپنے حلقوں میں بھی سڑکیں ٹریفک کیلئے غیر موزوں ہیں۔ اگر اس قدر بھاری مینڈیٹ کی حامل دینی جماعتوں کی حکومت بھی شریعت کے نفاذ میں ناکام رہتی ہے تو پھر دیگر سیاسی جماعتوں اور اتحادوں سے عوام کیا توقعات وابستہ کر سکتے ہیں امید ہے ایم ایم اے کے متقدر حلقے اپنی ماضی کی کارگزاری پر نظر ڈالیں گے اور آئندہ کیلئے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کرینگے جس پر عمل درآمد کرتے ہوئے عوام حقیقی معنوں میں دینی جماعتوں اور عام سیاسی جماعتوں کی حکومتوں میں فرق محسوس کریں لیکن اس کے لئے اسے پہلے اپنی صفوں میں اتحاد لانا ہوگا جو مولانا سمیع الحق جیسے مثبت سیاسی سوچ رکھنے والے سیاستدان کے تعاون کے بغیر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس سے قبل بھی مولانا سمیع الحق نے افغانستان کے عوام سے یکجہتی اور ملک میں مختلف دینی جماعتوں کے درمیان فرقہ وارانہ اختلافات کے خاتمے جیسے سنگین مسائل کی خاطر اتحاد کے قیام میں نہایت موثر کردار ادا کیا ہے جو ہماری تاریخ کا اہم حصہ ہے۔